کیا قائداعظم محمد علی جناحؒ سیکولر ذہن کے مالک تھے؟

ڈاکٹر ساجد خاکوانی
کالم نگار، اسلام آباد

بانیِ پاکستان محمد علی جناحؒ کے بارے عام تصور یہ پھیلایا جاتا ہے کہ وہ سیکولر اور لادین ذہن کے مالک تھے، جبکہ ان کی زندگی کے متعدد واقعات اس غلط تصور اور فرضی خیال کی مکمل نفی کرتے ہیں۔

بہت اوائل اور نوجوان عمری میں جب کہ انسان کی اپنی سوچ ابھی پختہ نہیں ہوئی ہوتی اور گھریلو تربیت کا بہت سا اثر باقی ہوتا ہے، جب قائداعظم محمد علی جناحؒ انگلستان پہنچے اور قانون کی تعلیم کے لیے تعلیمی ادارے کے انتخاب کا مرحلہ درپیش ہوا تو دو اداروں میں سے اس ادارے کا انتخاب کیا جس کے باہر دنیا کے مشہور قانون دانوں کی فہرست میں سب سے اوپر محسنِ انسانیت ﷺ کا نام مبارک لکھا تھا۔

قانون کی تعلیم سے فارغ ہوئے، لندن کے ایک ڈرامیٹک کلب (سٹیج ڈرامہ) میں شمولیت اختیار کر لی اور ان سے ادائیگی کا چیک بھی وصول کر لیا، ایک ڈرامے کی مشق کے دوران قائداعظم سے کہا گیا کہ ایک لڑکی کے چہرے پر بوسہ لیں، اُس وقت اُن کی عمر ۱۹؍ برس کی تھی، ہندوستان کے ایک نوجوان کے لیے یہ محض ایک حسین خیالی بات تھی کہ وہ لندن جیسے شہر میں برطانوی لڑکی کا بوسہ لے، لیکن قائداعظم نے محض یہ کہہ کر ڈرامے کا یہ منظر مشق کرنے سے انکار کر دیا کہ میرے مذہب میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

ہندوستان میں اپنے والد بزرگوار محترم پونجا جناح کو خط لکھا کہ میں نے قانون کی تعلیم میں آگے بڑھنے کی بجائے ڈرامے کے میدان کا انتخاب کیا ہے اور ایک کلب میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ والد نے جوابی خط میں سختی سے اس بات سے منع کیا اور حکم دیا کہ فوراً کلب سے مستعفی ہو کر قانون کی مزید تعلیم جاری رکھو۔ قائداعظمؒ نے ابھی وہ چیک بھنوایا نہ تھا اور بغیر کسی پس و پیش کے یہ کہہ کر کلب والوں کو لوٹا دیا کہ یہ میرے والد کا حکم ہے اور میرے مذہب میں والدین کی نافرمانی کی گنجائش نہیں۔

قانون کی تعلیم کے بعد ہندوستان لوٹے اور بمبئی میں وکالت کا آغاز کیا۔ بمبئی آزادخیالی میں اس زمانے کے دوران بھی دوسرے آزادخیال شہروں سے کسی طور کم نہ تھا، ایک نوجوان اور خوبصورت مجوسی لڑکی قائداعظم پر فریفتہ ہوگئی، ہرطرح سے مایوس ہوچکنے کے بعد جب اس نے شادی کی خواہش کا اظہار کیا تو قائداعظم نے کہا: مذہب کا اختلاف اس کی اجازت نہیں دیتا، وہ مذہب تبدیل کرنے پر آمادہ ہوئی تو اٹھارہ سال کی قانونی مدت پوری ہونے تک اسے ایک سال کا انتظار کرنا پڑا۔ ایک برس بعد وہ عدالت سے مسلمان ہونے کی ڈگری لائی تب قائداعظم نے اس سے نکاح کیا۔

ہندوستان کے حالات سے مایوس ہونے کے بعد وہ ایک بار پھر انگلستان سدھار گئے کہ اب نہ لوٹیں گے، لیکن آفریں ہو علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ پر جنہوں نے خط لکھ کر انہیں واپس بلایا اور غلامی کے اس پرآشوب دور میں مسلمانوں کی قیادت کرنے کے لیے تیار کیا۔

سوال یہ ہے کہ قائداعظم اگر سیکولر اور لادین ذہن کے مالک تھے تو علامہ اقبالؒ جیسے درد دِل رکھنے والے بنیاد پرست مسلمان کی نظرِ انتخاب اُن پر کیوں پڑی؟ کیا علامہ محمد اقبالؒ جیسا راسخ العقیدہ مسلمان کہ جس کا ہاتھ تاریخ کی نبض پر تھا، وہ مسلمانوں کی قیادت کے لیے ایک لادین شخص کا انتخاب کرتا؟ ہرگز نہیں! گزشتہ مذکورہ واقعات اور ان صفحات میں آئندہ آنے والی تحریری شہادتیں اس امر کی قطعی نفی کرتی ہیں۔

تحریکِ پاکستان کے دوران قائداعظم کی تقاریر جہاں پاکستان کو نظریاتی اَساس فراہم کرتی ہیں، وہاں ان کے ذہن تک رسائی کا بھی ایک وقیع ذریعہ ہیں، ذیل میں ان کی تقاریر سے چند اہم اقتباسات پیش کیے جارہے ہیں:

۱: ''کوئی شبہ نہیں کہ لوگ ہمارا مدعا پوری طرح نہیں سمجھتے، جب ہم اسلام کا ذکر کرتے ہیں تو اسلام صرف چند عقیدوں، روایتوں اور روحانی تصورات کا مجموعہ نہیں۔ اسلام ہر مسلمان کے لیے ایک ضابطہ بھی ہے جو اس کی زندگی اور کردار کو سیاست اور معیشت تک کے معاملات میں انضباط عطا کرتا ہے۔'' (کرم حیدری، قائدِاعظم کا اسلامی کردار، صفحات: ۱۰۱-۱۰۲، مکتوباتِ حرمت، راولپنڈی، ۱۹۸۴ء)

۲: ''قرآن مجید کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا سیاسی، معاشرتی اور معاشی، غرض یہ کہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطے سے باہر ہو۔'' (کرم حیدری، قائدِاعظم کا اسلامی کردار، صفحہ: ۱۰۳)

۳: ''اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ اس میں اطاعت و وفاکیش کا

مرجع خدا کی ذات ہے.... قرآن مجید کے احکام ہی سیاست ومعاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کرسکتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول و احکام کی حکمرانی ہے۔'' (کرم حیدری، قائدِاعظم کا اسلامی کردار،صفحہ:۱۰۳)

۴:''وہ کونسا رشتہ ہے جس میں تمام مسلمان منسلک ہوکر جسدِ واحد کی طرح ہوجاتے ہیں۔ وہ رشتہ خدا کی کتاب قرآن مجید ہے، ایک خدا، ایک رسول، ایک امت۔''

(سعید راشد، قائداعظم: گفتار وکردار،صفحہ:۵۱۳،مکتبہ میری لائبریری، لاہور، ۱۹۸۶ء)

۵:''ہماری اسلامی تہذیب کو کوئی نہیں مٹا سکتا، اس اسلامی تہذیب کو جو ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ ہمارا نورِ ایمان زندہ ہے، ہمیشہ زندہ رہے گا۔ دشمن بے شک ہمارے اوپر ظلم کرے، ہمارے ساتھ بدترین سلوک روا رکھے، لیکن ہم اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں اور ہم نے یہ سنگین فیصلہ کرلیا ہے، اگر مرنا ہی ہے تو لڑتے لڑتے مریں گے۔''

(آغا اشرف، مرقع قائدِاعظم،صفحہ:۱۴،مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۲ء)

۶:''مسلمان ایک جھوٹے احساسِ سلامتی میں مبتلائے فریب رہے اور اقلیت کی اصطلاح کو تاریخی، آئینی اور قانونی سمجھا جانے لگا، لیکن مسلمان کسی حیثیت سے بھی یورپی ممالک کی اقلیت نہیں ہیں، ایک چیز قطعی ہے اور وہ یہ کہ ہم کسی طرح بھی اقلیت نہیں ہیں، بلکہ ہم اپنے نصب العین کے ساتھ بجائے خود ایک علیحدہ اور ممتاز قوم ہیں۔''

(ڈاکٹر اسعد گیلانی، اقبال، قائدِاعظم اور مولانا مودودی،صفحہ:۵۷)

قائدِاعظم کے یہ فرمودات واضح طور پر یہ پتہ دیتے ہیں کہ وہ کبھی بھی سیکولر نہیں رہے۔ زمانۂ طالب علمی اور پیشہ ورانہ زندگی کے واقعات اور تحریکِ پاکستان کے دوران تقریروں کے اقتباسات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے ذہن میں اسلامی تعلیمات پوری طرح راسخ تھیں۔ ایک بار انہوں نے قرآن مجید کو بھی پوری طرح پڑھ چکنے کا عندیہ دیا تھا، لیکن اردو، عربی اور فارسی سے بہت زیادہ واقفیت نہ ہونے کے باعث وہ ہندوستان کی روایتی مذہبیت سے دور ہی رہے۔

پھر کیا یہ ایک تاریخی شہادت نہیں ہے کہ غازی علم دین شہیدؒ کا مقدمہ قائدِاعظم نے اس وقت مفت لڑا تھا جب کہ ان کا شمار ہندوستان بھر کے مہنگے ترین وکیلوں میں ہوتا تھا۔

تحریکِ پاکستان کے دوران ہندو قیادت نے انگریز سے مراعات لینے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اپنی کتاب میں نہرو کی بیوی سے تعلقات تک کا ذکر بھی کیا ہے، لیکن اس طرح کے

ماحول میں رہنے اور طویل جنگ لڑنے کے باوجود محترمہ فاطمہ جناح کو مردوں سے ہاتھ ملانے تک کی اجازت نہ تھی، حتیٰ کہ کسی نے انہیں ننگے سر بھی نہ دیکھا۔ تقسیمِ ہند میں اس طرح کے رویّے سے مسلمانوں کا نقصان بھی ہوا، لیکن قائدِاعظم نے یہ ثابت کیا کہ ایک سچے مسلمان کے لیے ایمان اور شرم وحیا سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہوتا۔

زیارت ریزیڈنسی میں قائدِاعظمؒ نے اپنی زندگی کے آخری ایام گزارے، ان کے خدمت گار سے جب ان ایام کا احوال پوچھا گیا تو اس نے بہت ساری باتوں کے ساتھ ساتھ ان کی آخری نماز کا بھی تذکرہ کیا، اس کے بقول قائداعظمؒ باقاعدگی سے فقہ حنفی کے مطابق نماز ادا کرتے تھے، آخری نماز جو انہوں نے ادا کی اس کا حال خدمت گار کی زبانی سنئے:

''ظہر کی نماز کی ادائیگی کے بعد انہوں نے کہا کہ عصر کا وقت ہوتے ہی مجھے بیدار کردینا، میں نے کہا: جی اچھا، لیکن آنکھ کھلنے پر انہوں نے استفسار کیا کہ کیا ابھی عصر کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے کہا: ہو چکا ہے، لیکن آپ ابھی آرام کرلیں، میں تھوڑی دیر بعد آپ کو نماز پڑھادوں گا، کیونکہ نقاہت بہت زیادہ تھی، انہوں نے فرمایا کہ: نہیں اول وقت میں نماز کی ادائیگی پسندیدہ ہے، پس تکیہ میری کمر کے نیچے کردو تو میں نماز پڑھ لوں، وضو کے بعد یہ ان کی زندگی کی آخری نماز تھی، جس کے بعد وہ قومے میں چلے گئے اور بالآخر اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔''

قائداعظمؒ کے اس خدمت گار کی یہ روایت ہمارے استاذِ محترم مولانا عبدالمجید اخوان مرحوم کے ذریعہ براہِ راست ہم تک پہنچی۔

قائداعظمؒ کی اولاد چونکہ اسلام سے گریزاں رہی، اسی لیے قائداعظمؒ بھی ان سے گریزاں رہے اور پورا بڑھاپا کنواری بہن کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر گزار دیا۔ جب انتقال ہوا تو وصیت میں یہ لکھ کر گئے کہ ایک حدیث نبوی (ﷺ) کے مطابق چونکہ مسلمان کسی کافر کا اور کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا، اس لیے میرے ترکے میں سے ایک پائی بھی میری اولاد کو نہ دی جائے اور اپنی کل جائداد، جس کی کثرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس زمانے میں ان کے پاس اپنا ذاتی ہوائی جہاز تھا، ساری کی ساری نوزائدہ اسلامی مملکت پاکستان میں مدرسۃ الاسلام سندھ اور اسلامیہ کالج پشاور کے نام کرگئے۔

قائداعظمؒ اگر سیکولر اور لادین خیالات کے مالک ہوتے تو علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید عالم دین ان کی نماز جنازہ کیوں پڑھاتے؟ ٹھیک ہے وہ اس طرح سے مذہبی انسان نہ تھے جس کا تصور ہمارے ہاں پایا جاتا ہے، لیکن بہرحال وہ ایک راسخ العقیدہ اور پکے مسلمان تھے۔ جن فاضل مصنفین نے

ایڑی چوٹی کا زور لگا کر انہیں سیکولر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اس سے بھی قائداعظمؒ کے پختہ ایمان کی تصدیق ہوتی ہے کہ اگر کسی زمانے میں ان پر سیکولر خیالات کا سایہ رہا بھی ہے تو وہ اسلام اور قرآن کے مطالعے کے بعد ان فرسودہ خیالات سے دستکش ہوکر شعوری طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا رہے اور ایک سچے مسلمان اور امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے فرد کی حیثیت سے اپنے رب کے حضور پیش ہوئے۔

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوا کرتا ہے، اگر قائدِاعظمؒ کی نیت ایک سیکولر ریاست بنانے کی تھی تو وہ ریاست اسلام کا قلعہ کیسے بن گئی؟ حقیقت یہ ہے کہ دنیا بھر میں تبلیغ وارشاد کے لیے یہاں سے جماعتیں روانہ ہوتی ہیں، دنیا بھر میں جہاں جہاں جہاد کا میدان سجا اس کے لیے اسی مملکتِ خداداد پاکستان نے اپنے سپوت اور عسکری راہنمائی کے ساتھ ساتھ ممکنہ وسائل بھی فراہم کیے۔ تین سو سال کے بعد امت کو دفاع کے میدان میں ایٹمی قوت کی خوشخبری اسی اسلامی ریاست سے میسر آئی اور مستقبل میں بھی مشرق سے مغرب تک کل مسلمانوں کی اُمیدیں اسی پاکستان سے وابستہ ہیں۔ گویا پاکستان اس حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عملی تصویر بنا کہ ''مجھے مشرق سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔'' اور اس سب کا سہرا قائدِاعظمؒ کے سر ہے۔ دراصل تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں پر ملوکیت کا سایہ ہو یا غلامی کی اندھیری غار، غداروں کی دغابازیاں ہوں یا دشمن کے پالتو لوگوں کی حکمرانیاں، سازشوں کے جال ہوں یا تہذیبی وثقافتی یلغار، اس امت کی کوکھ قیادت کے میدان میں ہمیشہ سرسبز وشاداب رہی ہے، یہ آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ اقوامِ عالم کو صدیوں کے بعد کوئی قابلِ قدر راہنما میسر آتا ہے، جسے وہ قرنوں تک یاد رکھتے ہیں اور کتنی ہی قومیں محض اس لیے تاریخ کے صفحات میں دفن ہوگئیں کہ انہیں کوئی راہنما میسر نہ آیا، جبکہ اُمتِ مسلمہ کا دامن کبھی بھی مخلص دیندار اور جرأت مند قیادت سے خالی نہیں رہا۔

اللہ کرے مدارسِ اسلامیہ سے ''قال اللہ تعالیٰ'' اور ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کی صدائیں بلند ہوتی رہیں، اللہ کرے مساجد کے مینار صدائے بلالی کے امین رہیں، اللہ کرے ختمِ نبوت سے اس امت کے نوجوانوں کے سینے سرشار رہیں اور اللہ کرے اس امت کا اجتماعی ضمیر ہمیشہ زندہ وتابندہ رہے کہ یہی عناصر ہیں بانیٔ پاکستان جیسی صاف ستھری قیادت کی فراہمی کے اور یہی امت کے روشن مستقبل کے سنگ ہائے میل ہیں اور میرے اللہ نے چاہا تو وہ دن دور نہیں جب یہی پاکستان شاعرِ مشرق کے خوابوں کی سچی حسین تعبیر بنے گا۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....